50120- آیت میں سفید اور سیاہ دھاگے سے کیا مراد ہے ؟

سوال

درج ذیل فرمان باری تعالی کا معنی کیا ہے :

.{اور سیاہ دھاگے سے فجر کا سفید دھاگہ ظاہر ہونے تک کھاتے پیتے رہو}. ؟

پسندیدہ جواب

فرمان باری تعالی ہے :

.{تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ تعالی نے جان لیا ہے کہ تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہو، چنانچہ اس نے تمہاری طرف توجہ کرتے ہوئے تمہیں معاف کر دیا، لہذا تم اب ان سے مباشرت کرو اور جو کچھ اللہ نے لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو، اور رات کے سیاہ دھاگے سے فجر کا سفید دھاگہ ظاہر ہونے تک کھاتے پیتے رہو، پھر تم رات تک روزہ پورا کرو}. البقرۃ (187).

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے روزے دار کے لیے طلوع فجر کا یقین ہونے تک کھانا پینا مباح کیا ہے.

اور آیت میں سفید دھاگے سے دن اور سیاہ دھاگے سے رات مراد ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

آیت کا معنی یہ ہے کہ : رات کی سیاہی سے دن کی سفیدی ظاہر ہو جائے اور یہ تبیین اور ظہور فجر صادق کے وقت ہو جاتا ہے.

قولہ : .{فجر سے}. یہ سفید دھاگہ (خیط الابیض) کا بیان ہے، اور سیاہ دھاگے کا بیان اس لیے رہنے دیا ہے کہ دونوں میں ایک کو بیان کرنا دوسرے کے لیے کافی ہے. اھ

اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالی
عنہ اس آیت سے مخالف معنی سمجھ بیٹھے انہوں نے اس سے مراد حقیقی دھاگہ لیا، چنانچہ ایک صحابی کے متعلق آتا ہے کہ اس نے اپنے تکیہ کے نیچے یا اپنے پاؤں کے ساتھ سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیا اور ان میں سے ایک کے ظاہر ہونے تک کھاتے پیتے رہے، اس غلطی کا سبب آیت میں "من الفجر" کے الفاظ نہیں تھے، تو بعض صحابہ اس سے وہی معنی سمجھ بیٹھے جس کی طرف فوری طور پر ذہن جاتا ہے کہ دھاگہ سے مراد دھاگہ ہی ہے تو پھر اللہ تعالی نے "من الفجر "فجر سے کے الفاظ کچھ مدت بعد نازل فرما دیے، اور بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ : یہ مدت ایک برس ہے، تو پھر اللہ تعالی نے "من الفجر" کے الفاظ نازل فرمائے، تو صحابہ کرام کو علم ہوا کہ سفید دھاگہ سے مراد دن اور سیاہ دھاگہ سے مراد رات ہے.

بخاری اور مسلم میں سھل بن سعد رضی
اللہ تعالی عنھما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت :

.{سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ ظاہر
ہونے تک کھاتے پیتے رہو}. اس میں "من الفجر" **.{فجر سے}.** ابھی یہ الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے، تو لوگ جب روزہ رکھنا چاہتے تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی ٹانگ کے ساتھ سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیا، اور ان دونوں کو اچھی طرح دیکھے جانے تک کھاتا پیتا رہا، تو اللہ تعالی نے بعد میں "من الفجر "فجر سے کے الفاظ نازل فرما دیے، تو پھر انہیں علم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر(1917) صحیح
مسلم حدیث نمبر(1091)

ان صحابہ کرام نے دھاگہ اپنے ظاہری
معنی میں لیا، اور جب "من الفجر" کے الفاظ نازل ہوئے تو انہیں اس کی مراد سمجھ آئی.

اور عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ
بھی اس آیت سے وہی سمجھے جو دوسرے صحابہ سمجھے تھے حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھایا کہ اس سے مراد وہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں بلکہ دن اور رات مراد ہیں.

صحیح بخاری میں عدی بن حاتم رضی اللہ
تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت :

"حتی کہ سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ
واضح ہوجائے" نازل ہوئی تو میں نے سفید اور سیاہ عقال (اونٹ کا گھٹنہ باندھنے والی رسی) لے کر اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور اسے دیکھنے لگا لیکن مجھے وہ واضح نظر نہ آیا چنانچہ میں صبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس کا ذکر آپ سے کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس سے تورات کی سیاہی اور صبح کی
سفیدی مراد ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1916).

اور بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ
ہیں :

"تم بہت عریض ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4510).

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں :

"پھر تو آپ کو تکیہ بہت وسیع وعریض
ہے، کہ سفید اور سیاہ دھاگہ آپ کے تکیہ کے نیچے تھے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4509).

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں :

"یقینا تم بہت عریض اور چوڑی گدی کے
مالک ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4510).

عدی رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ "
من الفجر" نازل ہونے کے بعد کا ہے، یعنی سابقہ سھل والی حدیث کے بعد کا.

بعض علماء کرام نے عدی رضی اللہ
تعالی عنہ کی غلطی اور خطاء کا عذر یہ پیش کیا ہے کہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ کو سھل
رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کا علم نہ تھا، یا پھر ان کی قوم کی لغت میں سیاہ اور
سفید دھاگہ رات اور دن پر نہیں بولا جاتا تھا.

اسی لیے ابن حبان رحمہ اللہ نے عدی
بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کا عنوان " عرب کی لغت کا ایک دوسرے سے فرق
ہونے کا بیان " رکھا ہے، اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ عدی رضی اللہ
تعالی عنہ کی زبان میں رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی کو سیاہ اور سفید دھاگے سے
مراد نہیں لیا جاتا تھا.

قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عدی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سھل
رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے بعد کی ہے، گویا کہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ تک سھل
رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث نہیں پہنچی تھی، بلکہ انہوں نے صرف آیت سنی اور اس سے
وہی سمجھا جو انہوں نے کیا اور پیش آیا. اھ

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے
ہیں :

رہا عدی رضی اللہ تعالی عنہ کا مسئلہ
لگتا ہے کہ ان کی قوم کے لغت اور زبان میں بطور استعارہ صبح کے لیے دھاگے کا
استعمال نہیں تھا، یا پھر وہ "من الفجر" کے الفاظ بھول گئے تھے، حتی کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی یاد دہانی کرائی. اھ

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی متابعت کرتے
ہوئے امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" بعض وہ اعرابی جنہیں فہم نہ تھی
انہوں نے سفید اور سیاہ دھاگے کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کیا، مثلا وہ لوگ جن کے

متعلق سھل بیان کرتے ہیں، اوریا پھر انہوں نے اسے ظاہر پر محمول کیا تھا جن کی لغت میں اس کا استعمال نہیں تھا مثلا عدی رضی اللہ تعالی عنہ. اھ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدی
رضی اللہ تعالی عنہ کو "عریض گدی والا" کے الفاظ سے مخاطب کرنے کے متعلق بعض کا گمان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غفلت اور غباوت مرادلی ہے.

ان افراد کا دعوی ہے کہ گدی چوڑی
ہونے سے غباوت پر استدلال کرتی ہے، اس سلسلے میں انہوں نے ایک شعر پیش کیا ہے.

لیکن اکثر علماء جن میں قرطبی، قاضی
عیاض، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں نے اس کا انکار کیا ہے.

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہیں:

"اسے بعض لوگوں نے مذمت محمول کیا
ہے گویا کہ وہ یہ سمجھے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب جہالت اور جفاء اور عدم فقہ منسوب کی ہے، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جس طرح وہ کہہ رہے ہیں...

بلکہ "اللہ اعلم" نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے مراد یہ لیا ہے کہ اگر آپ کا تکیہ وہ دونوں دھاگے جو اللہ نے مراد لیے ہیں اپنے نیچے چھپا لیتا ہے تو پھر یہ تکیہ تو بہت وسیع و عریض ہے، اسی لیے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے:

"بلکہ یہ تورات کی سیاہی اور دن کی
سفیدی ہے"

گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ کہا کہ: یہ دونوں آپ کے تکیہ کے نیچے کیسے آسکتے ہیں؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا:

"آپ تو بہت وسیع و عریض گدی والے
ہیں"

یعنی آپ کا وہ تکیہ جو رات اور دن کو
اپنے نیچے چھپا لیتا ہے مناسبت سے اس پر تو وہ ہی شخص سوتا ہے جس کی گدی چوڑی ہو.
اھ مختصرا

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس کا معنی یہ ہے کہ : اگر آپ نے
اپنے تکیہ کے نیچے وہ دونوں دھاگے جو یہاں اللہ تعالی نے مراد لیے ہیں یعنی دن اور
رات نیچے لے لیے ہیں تو پھر آپ کا تکیہ انہیں ڈھانپ رہا ہے، تو اس وقت تکیہ بہت
وسیع و عریض ہے، اور صحیح بخاری کی دوسری روایت "آپ تو وسیع و عریض گدی کے مالک
ہیں" جو کہ ایک اور روایت "آپ بہت زخیم ہیں" کے معنی میں ہی آتا ہے. اھ

دیکھیں : فتح الباری شرح حدیث نمبر (
1917) اور (1916) شرح مسلم للنووی حدیث نمبر (1090) اور (1091).

اس آیت سے مستنبط شدہ احکام میں یہ
بھی شامل ہے کہ :

اگر کسی شخص کو طلوع فجر میں شک و
شبہ ہے تو وہ یقینی طور پر طلوع فجر تک کھا پی سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان
ہے :

{حتی کہ واضح ہو جائے}.

عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ :

"جب آپ کو شک ہو تو اللہ تعالی نے
آپ کے لیے کھانا پینا حلال کیا ہے"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہیں : اس کی سند صحیح ہے.

اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالی نے
ابو الضحی سے بیان کیا ہے وہ کہت ہیں ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے
سحری کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے :

"جب تک آپ کو شک ہو کھاتے پیتے رہو
حتی کہ آپ کا شک ختم ہو جائے"

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"اکثر علماء کرام کا قول بھی یہی ہے
"

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی "
الشرح الممتع" میں لکھتے ہیں :

"اگر کسی شک کو طلوع فجر میں شک ہو
اور وہ روزہ توڑنے والا کوئی کام کر بیٹھے تو اس کا روزہ صحیح ہے؛ کیونکہ اللہ
سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

**{اب تم ان (اپنی بیویوں) سے
مباشرت کرو، اور جو کچھ اللہ تعالی لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو، اور دن کا سفید دھاگہ
رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہونے تک کھاتے پیتے رہو، پھر تم رات تک روزہ مکمل کرو
}** البقرۃ (187).

اور تبیین کا ضد اور مخالف شک اور
گمان ہے، اس لے جب تک ہمارے لیے فجر واضح یقینی نہ ہو جائے اس وقت تک کھانا پینا
جائز ہے، اس مسئلہ کی پانچ اقسام ہیں :

1- طلوع فجر نہ ہونے کا یقین ہو،
مثلا طلوع فجر کا وقت پانچ بجے ہے اور وہ ساڑھے چار بجے کھاتا پیتا ہے تو اس کا
روزہ صحیح ہے.

2- طلوع فجر کا یقین ہو چکا ہو،
مثلا وہ ساڑھے پانچ بجے کھائے پیئے تو اس کا روزہ فاسد ہے.

3–طلوع فجر ہونے میں شک ہو کہ پتہ نہیں فجر طلوع ہوئی ہے یا نہیں تو وہ اس حالت میں کھاتا پیتا رہے، لیکن اس کا غالب گمان یہی ہو کہ ابھی طلوع فجر نہیں ہوئی، تو اس کا روزہ صحیح ہے.

4–طلوع فجر کا گمان غالب ہو اور پھر بھی کھا پی رہا ہو تو اس صورت میں اس کا روزہ صحیح ہے.

5–تردد اور شک کی صورت میں کھاتا پیتا رہے اور اسے کچھ بھی راجح معلوم نہ ہوتا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے. اھ

دیکھیں: الشرح الممتع لابن عثیمین (247/6).

واللہ اعلم.